پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر
مدیر ماہنامہ ''التجوید'' فیصل آباد

اسلام کے بارے میں مغربی ممالک کا متعصّبانہ رویہ

حال ہی میں گیلپ پول کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔اس رپورٹ کے مطابق ۲۱ ممالک کا سروے کیا گیا۔ سروے اس بارے میں تھا کہ اسلام اور مغربی ممالک میں باہم مفاہمت کی کیفیت کیا ہے۔کیا یہ مفاہمت ضروری ہے یا نہیں اور مسلمانوں اور یورپ کے مابین تعلق کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے۔ یہ سروے اکیس ممالک میں کیا گیا۔جس کے نتیجہ میں یہ بات سامنے آئی کہ ۲۱ ممالک میں سے صرف دوملکوں کے سوا تمام ممالک کی اکثریت کا خیال تھا کہ مغربی اور اسلامی معاشروں میں باہمی تعلق بدتر صورت اختیار کرتا جارہا ہے۔مسلمان مغرب کا احترام کرتے ہیں جبکہ مغربی دنیا کے لوگ مسلمانوں کا احترام نہیں کرتے۔البتہ یہ بات خوش آئند ہے کہ ان تمام ملکوں کی اکثریت کو اس بات کا یقین ہے کہ فریقین کے مابین فوجی تصادم کے امکانات موجود نہیں ہیں۔

اگرچہ مسلمانوں اور مغربی دنیا کے درمیان اعتقادی لحاظ سے بُعد موجود ہے اور رہے گا کیونکہ توحید و تثلیث کا باہم اکٹھے ہو جانا ممکنات میں سے نہیں ہے۔لیکن اس کے باوجود دونوں اقوام میں باہمی تعلقات کی فضا ماضی میں موجود رہی ہے۔تاہم نائن الیون کے واقعے کے بعد ایسی فضا پیدا ہوئی کہ باہمی اعتماد بھی متاثر ہوا اور ایک دوسرے کے ساتھ نفرت کے جذبات بھی بیدار ہوئے۔بعض لوگوں نے اس کو صلیبی جنگوں کا تسلسل بھی قرار دیا۔جسے جارج بش امریکی صدر کے اس بیان نے اور ہوا دی۔انہوں نے اپنی تقریر کے دوران نائن الیون کے واقعے کو کروسیڈ قرار دیا یعنی صلیبی جنگ۔اگرچہ بعد میں ان کو اس کا خیال پیدا ہوا کہ ان کے منہ سے یہ بات غلط تھی اور انہوں نے اس کی وضاحتیں بھی دینا شروع کیں کہ میرا مطلب یہ نہیں تھا، وہ نہیں تھا۔لیکن کمان سے نکلا تیر اور زبان سے نکلی بات واپس نہیں آتے۔

بعض دانشور مغرب اور اسلام میں موجود، موجودہ فضا کو غلط فہمی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ مسلمان اہل علم مغرب میں اسلام کے پرامن پیغام کو پہنچانے میں ناکام رہے ہیں۔اس لئے مغرب واسلام میں دوریاں بڑھتی جارہی ہیں۔ ہماری دانست میں یہ انداز فکر ہرگز درست نہیں ہے۔آج میڈیا کے زمانے میں یہ بات ناقابل فہم ہے کہ کوئی پڑھا لکھا شخص یا کسی قوم کے اعتقادات اور نظریات کی کھود کرید کرنے والا شخص اصل حقیقت سے نابلد رہے یا اس کو ان نظریات تک پہنچنے میں حالات سازگار نہ ہوں۔ یہ سب مشکلات میڈیا یا انٹرنیٹ

وغیرہ نے ختم کر دی ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ مغربی دانشور قصداً اسلام کے پیغام امن کو عام کرنا نہیں چاہتے۔ ان کے قلم سے بغض وعناد بھری تحریریں معمول بن چکی ہیں۔ وہ آئے دن قرآن اور مسلمانوں کے نظریات پر ایسے رکیک اعتراضات اٹھاتے ہیں جو حقیقت پر مبنی نہیں ہوتے۔ اسی منفی پراپیگنڈے کی وجہ سے فضا مسموم سے مسموم تر ہوتی جا رہی ہے۔

حضرت عمر کے دور میں بیت المقدس فتح ہوا تو حضرت عمرؓ کی موجودگی میں وہاں کے لوگوں سے یہ معاہدہ ہوا کہ: یہ فرمان ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین نے ایلیاء کے لوگوں کو دیا کہ ان کا مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذاہب والوں کے لیے ہیں۔ اس طرح کہ ان کے گرجاؤں میں نہ سکونت کی جائے گی اور نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کو اور نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ ہی ان کے صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی۔ مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہ کیا جائے گا، ایلیا والوں میں سے جو شخص اپنی جان و مال لے کر یونانیوں کے ساتھ منتقل ہونا چاہے تو ان کو اور ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی جائے پناہ تک پہنچ جائے اور جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر خدا کا، رسول کا، خلفاء کا اور مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ وہ لوگ جزیہ مقررہ ادا کرتے رہیں۔

۲۱ھ میں اسکندریہ فتح ہوا تو وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک تصویر تھی۔ تصویر اسلام میں ناپسندیدہ امر ہے۔ اس بناء پر کسی مسلم سپاہی نے اپنی تیر سے تصویر عیسیٰ کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی۔ اس پر عیسائیوں کو تکلیف ہوئی، جس کی وجہ سے عیسائیوں نے حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس مقدمہ دائر کیا اور مطالبہ کیا کہ: حضرت محمد ﷺ کی ایک تصویر بنا کر ان کو دی جائے، تا کہ وہ بھی ان کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالیں؟ حضرت عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا: تصویر کی کیا ضرورت ہے؟ ہم لوگ موجود ہیں تم جس کی آنکھ چاہو پھوڑ ڈالو!! پھر اپنا خنجر ایک عیسائی کے ہاتھ میں دے کر اپنی آنکھیں سامنے کر دیں۔ یہ سن کر عیسائی کے ہاتھ سے خنجر گر پڑا اور وہ اپنے دعویٰ سے یہ کہہ کر دستبردار ہو گیا کہ: جو قوم اس درجہ دلیر، فیاض، انصاف پسند اور فراخدل ہو اس سے انتقام لینا بے رحمی اور بے قدری ہے۔

کاش کہ مسلمانوں کے خلاف یک طرفہ منفی پراپیگنڈہ کرنے والے اسلامی تاریخ کے ان واقعات کو بھی میڈیا پر بیان کریں تو کشیدہ فضا میں کمی آسکتی ہے اور دنیا کے لوگوں کو اسلام کے پیغام امن کو سمجھنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں نیز اپنے مضامین، خطوط اور آراء ای میل پر بھی ادارہ کو ارسال کر سکتے ہیں۔ editor_alhq@yahoo.com